رشین فیڈریشن کی خارجہ پالیسی
چند پہلو

[چند ماہ پہلے رشین فیڈریشن کی خارجہ پالیسی کے بارے میں جناب شوسیانجی (Shu iangdi) کا حسبِ معمول مضمون "بیجنگ ریویو" میں شائع ہوا تھا۔ وقت گزرنے کے باوجود مضمون کا تجزیہ غور و فکر کا حامل ہے۔ رشین فیڈریشن کے ہمسایہ "عوامی جمہوریہ چین" میں رشین فیڈریشن اور اس کے کردار کے بارے میں پائی جانے والی سوچ پر اس سے روشنی پڑتی ہے۔ مدیر]

گزشتہ تین برسوں میں، جب سے روس ایک آزاد ملک کی حیثیت سے دُنیا کے سیاسی نقشے پر نمودار ہوا، اس کے سیاسی عدمِ استحکام نے اسے ایک جامع سفارتی حکمتِ عملی بنانے کا موقع نہیں دیا۔ اب تک ملک کی خارجہ پالیسی مزید ترمیم اور تبدیلی کے عمل سے گزر رہی ہے۔ تاہم زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ صدر بورس یلسن نے خارجہ پالیسی کے بنیادی اصولوں سے متعلق ایک دستاویز کی منظوری دی ہے۔ اس دستاویز پر ایک نظر ڈالنے سے، نیز گزشتہ ڈیڑھ سال میں روس کے سفارتی طرزِ عمل کے مطالعہ سے بعض نمایاں رحجانات سامنے آتے ہیں۔

روس ایک "بڑی طاقت" ہے

سابق سوویت یونین کے بڑے جانشین کی حیثیت سے بین الاقوامی اسٹیج پر آنے کے بعد روس نے مغرب کی جانب جھکاؤ پر مبنی [Pro-West] خارجہ پالیسی اپنائی، مگر یہ پالیسی مغرب سے بڑی مقدار میں متوقع معاشی امداد حاصل کرنے میں ناکام رہی جب کہ اس سے روس کی بین الاقوامی شہرت متاثر ہوئی اور اسے "کم تر کردار" کا حامل سمجھا گیا۔ اس صورت حال سے ملک میں حزبِ اختلاف کی شدید ناراضگی نے جنم لیا اور حکمران گروہ محسوس کرنے لگا کہ روس نے اپنی بین الاقوامی حیثیت اور قومی مفادات پہچاننے میں دیر کر دی ہے۔

اب بحث مباحثہ اور ترمیم و تبدیلی کے بعد روس میں تمام جماعتوں کے درمیان دو نکات پر اتفاق رائے پایا جاتا ہے۔ اولاً بحران سے گزرنے کے باوجود، روس اپنی صلاحیتوں، اثر و رسوخ اور عالمی معاملات میں اپنی ذمہ داری کے پیشِ نظر ایک "بڑی طاقت" ہے۔ ثانیاً اس کی خارجہ پالیسی کو ایک بڑی طاقت کی حیثیت سے اپنے مفادات کا تحفظ کرنا چاہیے۔

اس رہنما اصول کی روشنی میں روس نے بعض بین الاقوامی مسائل پر اپنے آزادانہ کردار کا مظاہرہ کیا ہے۔ مثال کے طور پر اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں روس نے قبرص میں امن و امان قائم رکھنے پر اٹھنے والے اخراجات کے مسئلے پر پہلی بار اپنا حقِ استرداد استعمال کیا ہے۔ بوسنیا ہرزے گووینا کے مسئلے پر روس نے امریکہ کی ان تجاویز کی مخالفت کی کہ [سربیا کے خلاف] فوجی اقدامات کیے جائیں اور مسلمانوں کے خلاف لگائی گئی پابندیاں ہٹائی جائیں۔ روس نے سلامتی کونسل میں یوگوسلاو فیڈریشن کے خلاف مزید پابندیاں عائد کرنے کے مسئلے پر رائے شماری میں حصہ نہیں لیا۔ اسی اثناء میں ماسکو نے بوسنیا کے تنازعات میں بھرپور کردار ادا کرتے ہوئے مصالحت کرانے کی کوشش کی۔ اس نے مسئلہ بوسنیا کے حل کے لیے ایک چار نکاتی منصوبہ پیش کیا اور سلامتی کونسل کو قرارداد ۸۳۶ منظور کرنے میں مدد دی۔ جس میں بوسنیا ہرزے گووینا میں مسلمانوں کے لیے محفوظ علاقے (Safe Havens) بنانے کی تجویز تھی۔

بلاشبہ روس کی ڈپلومیسی اب تک مغرب پر مرکوز ہے۔ روس کو اپنے اقتصادی اور سیاسی نظام میں تبدیلی کے حالیہ عبوری دور میں شدید مشکلات کا سامنا ہے اور اُسے مغرب سے اقتصادی امداد اور سیاسی تائید کی سخت ضرورت ہے، اس لیے روس کی خارجہ پالیسی کا مقصد و منتہا یہ ہے کہ مغرب سے اقتصادی امداد حاصل کی جائے اور سیاسی طور پر مغربی دُنیا اُسے اپنا مساوی شراکت دار اور سیاسی - جغرافیائی حلیف تسلیم کرلے۔ بغداد پر امریکی میزائلوں کے حالیہ حملے جیسے بین الاقوامی معاملات میں روس نے کوشش کی ہے کہ اُس کی پالیسی مغربی ممالک کے ساتھ ساتھ رہے۔ تاہم دوبارہ ایک بڑی طاقت کی حیثیت حاصل کرنے کے لیے روس کو بعض ایسے مسائل پر آزادانہ نقطۂ نظر کے مظاہرے کی ضرورت ہے جن سے اُس کے بنیادی مفادات وابستہ ہیں یا کم از کم جن مسائل سے مغربی مفادات اس طرح منسلک نہیں۔ اس مقصد کے لیے بھی روس کو مغربی امداد اور تائید حاصل کرنا ہے۔ اِس الجھن کی جھلک روس کی حالیہ سفارتی سرگرمیوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔

غیر نظریاتی روّیہ

سابق سوویت یونین کی خارجہ پالیسی میں نظریاتی رنگ بہت نمایاں تھا، اس کے برعکس روس نے اپنی خارجہ پالیسی میں قومی مفادات کے تحفظ کو ایک بنیادی مقصد قرار دیا ہے۔ مذکورہ بالا دستاویز میں کہا گیا ہے کہ روس کی خارجہ پالیسی کا مقصد و منتہا سیاسی تعصب اور آئیڈیالوجی کے بجائے اہم ترین قومی مفادات کا تحفظ ہے۔ اس وقت روس کے بنیادی مفادات یہ ہیں۔

—— ریاستی نظام اور علاقائی یک جہتی قائم رہے۔

—— اندرونِ ملک استحکام کے ساتھ اصلاحات کا عمل جاری رہے۔
—— ریاست سے ریاست کی سطح پر (State - to - State) تعلقات کے نئے نظام میں بھرپور طور پر شرکت کی جائے۔
—— اور جدید بین الاقوامی تعلقات میں روس کے مقام اور کردار کو یقینی بنایا جائے۔

روس - امریکہ شراکت داری

اقتدار حاصل کرنے سے لے کر اب تک یلسن نے ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور روس کے درمیان تعلقات کو خصوصی اہمیت دی ہے اور روس - امریکہ دفاعی و سیاسی شراکت پر زور دیا ہے۔ بین الاقوامی مسائل و معاملات میں یلسن نے امریکہ کا ساتھ دیا ہے اور نیوکلیائی اسلحے کے خاتمے (Disarmament) کے لیے رعائتیں دی ہیں، لیکن حقائق نے واضح کیا ہے کہ روس کے لیے امریکہ کی تائید محض زبانی جمع خرچ ہے۔ مزید براں اب تک امریکہ نے روس کے لیے امتیاز پر مبنی تجارتی رکاوٹیں دور نہیں کیں اور روس کو "از حد حمایت یافتہ قوم" (Most Favoured Nation) کا درجہ نہیں دیا۔ اس صورت حال میں بہت سے روسی ریاست ہائے متحدہ امریکہ سے مایوس ہیں۔ وہ اپنے رہنماؤں سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ روس اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے درمیان تعلقات کی پیش رفت میں روس کے مفادات کا خیال رکھیں۔

اگرچہ دستاویز میں کہا گیا ہے کہ ممکنہ نیوکلیائی پھیلاؤ کے روکنے اور علاقائی تنازعات کے حل کرنے میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور روس کے مشترک مفادات ہیں، تاہم دستاویز اس بات پر زور دیتی ہے کہ دونوں ملکوں کے درمیان شراکت کی پیش رفت بنیادی طور پر روس کے اپنے مفادات کے حوالے سے ہونی چاہیے، جو ہمیشہ امریکی مفادات کے مطابق نہیں ہوتے۔ اس امر کی اطلاعات ہیں کہ ابھی حال میں فریقین کے درمیان بوسنیا کے مسئلے، یوکرین کے نیوکلیائی ہتھیاروں اور روسی اسلحے کی فروخت پر تضادات بڑھ گئے ہیں۔ یوکرین اور روس کے درمیان مصالحت کنندہ کا کردار ادا کرنے کی خواہش کے تحت ریاست ہائے متحدہ امریکہ چاہتا ہے کہ یوکرین کا نیوکلیائی اسلحہ بین الاقوامی کنٹرول میں دے دیا جائے لیکن روس امریکہ کے اس کردار کو مسترد کرتا ہے اور اس کا اصرار ہے کہ یہ اسلحہ روس میں منتقل کیا جائے اور وہیں تباہ کیا جائے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے روس کے روایتی خریداروں کے ہاتھ اس کے اسلحے کی فروخت کی ہمیشہ مخالفت کی ہے مگر روس جو اپنی اقتصادی ترقی کے لیے درکار زرمبادلہ کمانے کے لیے اسلحے کی فروخت کو ایک اہم سفارتی مشن سمجھتا ہے، اُس نے رعایتی قیمتوں پر اپنے اسلحے کی فروخت کی جدوجہد تیز کر دی ہے۔ روسی پریس میں یہ بات آچکی ہے کہ روس

بیرونی دباؤ کے تحت ان مسائل پر رعایت نہیں دے گا۔ دستاویز میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسلحے اور خام مال کی بین الاقوامی منڈیوں میں روس کی موجودگی کو موثر بنانا روس کے مفادات میں شامل ہے۔

روس "آزاد ریاستوں کی دولتِ مشترکہ" کا رہنما ہے۔

مذکورہ دستاویز کے مطابق روس کی یہ خصوصی ذمہ داری ہے کہ "آزاد ریاستوں کی دولتِ مشترکہ" میں اتحاد اور باہمی تعاون کو مضبوط بنائے، دولت مشترکہ کے ممالک کے درمیان نئے طرز کے روابط قائم کرے اور سابق سوویت یونین میں استحکام و سلامتی کو فروغ دے۔ دستاویز "آزاد ریاستوں کی دولتِ مشترکہ" سے توقع رکھتی ہے کہ وہ "دولت مشترکہ" میں روس کو واحد نیوکلیائی طاقت کی حیثیت سے مانتے ہوئے یک جہتی کی جانب گامزن ہو، ایک اجتماعی حفاظتی نظام ترتیب دے اور سیاسی و فوجی تعاون کو فروغ دے۔ روس نے "دولتِ مشترکہ" کی چھ قوموں کے ساتھ اجتماعی حفاظتی معاہدوں پر دستخط کیے ہیں۔ مشترکہ فوج کے قیام کے لیے کام شروع کر دیا ہے اور "دولتِ مشترکہ" کی بعض دوسری قوموں کے ساتھ دوستی اور تعاون کے معاہدے کیے ہیں۔ روس کا خیال ہے کہ وہ "آزاد ریاستوں کی دولتِ مشترکہ" کی دوسری ریاستوں کے ساتھ دو طرفہ تعلقات مضبوط کرتے ہوئے اور انہیں ایک خاص نہج پر لا کر خصوصی حیثیت حاصل کر سکتا ہے۔ اس طرح روس اپنا خصوصی مقام اور قوت دکھا کر ایک ایسا نظام پیش کر سکتا ہے جس میں اُسے مرکزی حیثیت حاصل ہو۔

ایشیا - بحرالکاہل خطّہ میں دلچسپی

جولائی ۱۹۹۲ء میں یلسن نے ایک پریس کانفرنس میں کہا تھا کہ یہ رائے مکمل طور پر غیر جانبدارانہ نہیں کہ روس کی خارجہ پالیسی مغرب کی جانب جھکاؤ پر مبنی ہے۔ اُنھوں نے واضح کیا کہ اُن کا ملک پوری قوّت سے مشرق کے ساتھ قریبی تعلقات بنائے گا۔ ۱۹۹۲ء کے خاتمے اور ۱۹۹۳ء کے آغاز میں یلسن نے کوریا، چین اور انڈیا کا دورہ کیا جو اس امر کا اظہار تھا کہ روس مغرب اور مشرق دونوں سے تعاون کو فروغ دینے کے لیے تیار ہے۔ روسی رہنماؤں کے مطابق روس کی ایشیا - بحرالکاہل پالیسی کا مقصد یوریشین پاور کی اپنی حیثیت منوانا، مشرق - مغرب کی ڈپلومیسی میں توازن پیدا کرنا، اِس خطّے میں کردار ادا کرنا اور اپنی اقتصادی سرگرمیوں میں تنوّع پیدا کرنا ہے۔

اس وقت روس کی پالیسی یہ ہے کہ ایشیا اور بحرالکاہل کے مختلف ممالک بالخصوص چین، جاپان اور انڈیا کے ساتھ توازن اور مضبوط روابط استوار کیے جائیں۔ یلسن نے کہا ہے کہ چین کے ساتھ دوستانہ اور تعاون پر مبنی روابط کو آگے بڑھانا روس کی خارجہ پالیسی کی ترجیحات میں شامل ہونا چاہیے۔ مذکورہ بالا

دستاویز میں کہا گیا ہے کہ روس - چین تعلقات میں یلسن کے دورۂ چین کے بعد بہتری پیدا ہوئی ہے اور دورے سے حاصل شدہ نتائج کو مضبوط تر بنایا جائے۔ اس دستاویز کے مطابق چین ایشیا میں روس کا سب سے بڑا ہمسایہ ملک ہے، اس لیے چین کے ساتھ اچھی ہمسائیگی کے روابط قائم کرنا جغرافیائی - سیاسی عوامل، علاقائی اور بین الاقوامی تعلقات کے ساتھ ساتھ معاشی مفادات کے لحاظ سے روس کے لیے ازحد اہم ہیں۔

یہ دستاویز جو مختلف گروہوں کے اتفاق رائے سے تیار کی گئی ہے، کچھ عرصے تک روس کی سفارتی سرگرمیوں کے لیے رہنما رہے گی۔ اس کے رہنما اصولوں کے مطابق روس ہمہ جہتی خارجہ پالیسی اپنائے گا جس میں ہمسایہ اور دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات بڑھانے کے ساتھ مغرب و مشرق ہر دو سے روابط رکھے جائیں گے، روس کے اپنے سیاسی تنازعات اور مغربی ممالک کی پالیسیوں میں تبدیلی کی وجہ سے روس کی خارجہ پالیسی میں غیر یقینی عوامل موجود ہیں اور تضادات سے بچا نہیں جا سکتا، تاہم یہ امر یقینی ہے کہ روسی ڈپلومیسی کے بنیادی مقاصد یعنی قومی مفادات کا تحفظ کرنے، ایک بڑی طاقت کی حیثیت قائم رکھنے اور سفارتی آزادی برقرار رکھنے میں کوئی ردو بدل نہ ہوگا۔